رواداری اور معاشرتی استحکام
سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں

از
پروفیسر ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر
ڈائریکٹر، سیرت چیئر، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور

رواداری کے لغوی معنی تحمل اور برداشت کے ہیں جبکہ اصطلاحی مفہوم ''فکری واعتقادی، رنگ ونسل اور زبان ووطن کی بنیاد پر کسی عصبیت کا شکار ہوئے بغیر تحمل وبردباری سے دوسرے کو برداشت کرنا ہے''۔

رواداری کے مترادف لفظ Tollerance استعمال کیا جاتا ہے۔ جس کی تعریف یوں کی گئی ہے:

It is an attitude of respectful sympathy to the opinions and beliefs as contribution to the progress of the human spirit(1)

اسی طرح دینی رواداری کا مفہوم یہ ہے کہ مذہب سے متعلق جو مختلف آراء اور نظریات ہیں ان کا احترام کیا جائے۔ مذہبی، دینی یا معاشرتی معاملات میں دوسروں کے ساتھ فراخ دلی اور وسیع الخیالی کا برتاؤ، کسی دوسرے کے نقطہ نظر کو برداشت کرنا، رعایت کا رویہ، تحمل، وضعداری کا

اظہار، ہرکس وناکس سے یکساں برتاؤ اور نرمی کا سلوک وغیرہ ۲۔ جبکہ اسلامی نقطہ نظر سے رواداری کا مطلب ہے، مختلف اقوام، مختلف مذاہب، مختلف زبانوں اور رنگ ونسل کے وہ لوگ جو اسلامی حکومت کی حدود میں قیام پذیر ہوں، کے ساتھ تعلقات اس طرز اور نہج پر استوار کرنا کہ عفو و درگزر سے کام لیتے ہوئے جائے کہ قدرت اور دسترس کے باوجود اپنے مخالف اور مخالف کی بات کو برداشت کرنا ۳۔

تاریخ انسانی آج اپنے تہذیبی اور تمدنی سفر کے ایک بہت نازک موڑ پر کھڑی ہے۔ انسانی تاریخ کا سفر جسے تاریخ دان پتھر کے دور سے شروع کرتے ہیں، اپنے ارتقائی مراحل طے کر کے جدید متمدن دور میں داخل ہو چکا ہے۔ جدید دنیا کا سفر Pre-industrial، انڈسٹریل اور پوسٹ انڈسٹریل Era سے گلوبل ویلج میں مدغم ہو رہا ہے۔ جہاں انسان نے اپنی بہترین صلاحیتوں کا مظاہرہ کرتے ہوئے جغرافیائی اور زمینی فاصلے کم کر دیئے ہیں۔ ہم چاہیں یا نہ چاہیں اس گلوبل سوسائٹی سے اپنے آپ کو الگ نہیں رکھ سکتے۔ اس تہذیب نے جہاں جغرافیائی فاصلے اور زمینی دوریاں کم کی ہیں وہیں افراد کے باہمی فاصلے کچھ بڑھ سے گئے ہیں۔ آج ہر طرف باہمی نفرت، عدم رواداری، تنازعات، خون ریزی ونسل کشی، تشدد و ناروا سختی فساد انگیزی، دل آزاری اور انتشار و فساد کے مظاہرے ہمارے سامنے ہو رہے ہیں۔ انفرادی یا اجتماعی سطح پر اس رویہ کا مظاہرہ کرنے والا کوئی ''عہد تاریک'' اجڈ یا وحشی نہیں بلکہ عصرِ حاضر کا سب سے مہذب و متمدن انسان ہونے کا دعویدار ہے۔ ستم بالائے ستم یہ کہ 11 ستمبر کے واقعات نے ان فاصلوں کو مزید بڑھا دیا ہے۔ اور اب بات افراد کے باہمی فاصلے ختم کرنے کی بجائے Clash of Civilizations کے نقارے بجنے تک پہنچ گئی ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس نازک موڑ سے ہم واپس ازمنہ وسطی یا پتھر ۴ کے دور میں پہنچ جائیں۔

چنانچہ ضرورت ایسے راست اقدام کی ہے جس کے ذریعے ترقی کو اس کی معراج کی طرف رواں کیا جائے خصوصاً مختلف الخیال ونظریات اور عقائد کے حامل گروہ ایک دوسرے کے لئے منافرت ومخاصمت کے جذبات کی بجائے محبت وامن اور رواداری و برداشت کے درس کو

دہرائیں۔تاریخ کے اوراق ایسے واقعات سے بھرے ہوئے ہیں کہ نظریات وعقائد اور ثقافت ومعاشرت کے تفاوت کے باوجود اس انسان نے بہترین سماجی امن ورواداری کا مظاہرہ کیا۔

قدیم ہندوستان کی ریاست گجرات کے راجہ یادورانا کے عہد کی بات ہے کہ ایران سے ایک قافلہ پھرتا پھراتا ریاست گجرات آپہنچا، راجہ کے دربار میں رسائی حاصل کی اور اس سے ریاست میں رہنے کی اجازت طلب کی۔راجہ نے انہیں ریاست کی شہریت دینے سے انکار کردیا اور اس زمانے کے رواج کے مطابق مہمانداری کے تقاضے کے تحت زبانی انکار کی بجائے اشاراتی زبان میں یوں جواب دیا کہ دودھ کا بھرا ہوا ایک گلاس وفد کو پیش کردیا۔جس کا مطلب یہ تھا کہ امن وسکون کی شیرینی سے لبالب ہماری اس ریاست میں دوسروں کے لئے کوئی گنجائش نہیں۔یا یوں کہہ لیں کہ شاید راجہ کو یہ اندیشہ تھا کہ زبان، نسل، مذہب اور ثقافت کے اختلاف سے ہماری سماجی وحدت اور معاشرتی استحکام میں فرق آسکتا ہے۔

اس پر قافلے کا پیشوا آگے بڑھا اور اس دودھ سے لبالب بھرے گلاس میں کچھ شکر ڈال کر اسے راجہ کو پیش کردیا۔گویا یہ مدعا تھا کہ اس لبالب گلاس میں ابھی مٹھاس کی گنجائش موجود ہے اور ہم اپنے رویہ سے مذہب، نسل اور ثقافتی اختلاف کے باوجود آپ کی سماجی زندگی میں تلخیاں گھولنے کی بجائے باہمی محبت ورواداری کی چاشنی سے مزید دوآتشہ کردیں گے۔اور یوں انہوں نے وہاں رہنے کی اجازت حاصل کرلی [۵]۔

اس واقعہ میں یہ پیغام ہے کہ فکری یا نظریاتی اعتبار سے مختلف فیہ ہونے کے باوجود ایک ہی معاشرے کے ممبر کی حیثیت سے ہم آپس میں محبت والفت، رواداری، امن وسکون کی مٹھاس دوسروں کے لیے بانٹ سکتے ہیں۔معاشرتی استحکام کی اساس کا یہ رویہ مذہبی رواداری اور سماجی ہم آہنگی سے ہی ممکن ہے۔

﴿لا اکراہ فی الدین﴾ کے بنیادی اصول کے تحت اسلام اپنے پیروکاروں کی ایسی معاشرتی تربیت کرتا ہے کہ ہر فرد مذہبی اختلاف کے باوجود دوسرے لوگوں کے وجود کو قبول کرتا ہے یا اسے دوسرے پہلو سے دیکھیں کہ ﴿ ان الذین آمنوا والذین ھادوا والنصاری

والصئبین من امن باللہ والیوم الاخر وعمل صالحا ﴾ ٦۔

(خواہ ایمان والے ہوں یا یہودی ،عیسائی ہوں یا صابی جو بھی اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان لائے گا اور عمل صالح کرے گا۔اس کا اجراس کے رب کے پاس ہے اوراس کے لیے کسی قسم کا خوف اور رنج نہ ہوگا)۔

ڈاکٹر حمید اللہ ان آیات پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''صلح کل، رواداری اور انتہائی وسعت قلبی کی اس عجیب وغریب تعلیم میں کہیں نہیں کہا گیا کہ یہودی عیسائی ،صابی اور دیگر مذاہب کے لوگ اپنے اپنے مذہب کو ترک کریں بلکہ اپنے الہامی مذہب ہی کی تجدید کرتے ہوئے چند بنیادی امور پر عمل کریں یعنی اللہ اور رسول اللہ ﷺ کو ماننا، مرنے کے بعد حساب وکتاب کا یقین کرنا اور زندگی بھر صالح عمل کرنا یہ اجر ملنے اور خوف سے بچنے کے لیے کافی ہے'' ٧۔

ہجرت مدینہ کے بعد مذہبی اعتبار سے نئے معاشرہ کے استحکام کے لیے ہمیں سیرت النبی ﷺ سے بہت اہم اصول میسرآتے ہیں جن میں سے ایک اصول معاشرے میں موجود تمام گروہوں کے وجود کو تسلیم کرتے ہوئے انہیں اپنے مذہب کی آزادی دینا ہے جو رواداری کی ایک روشن مثال ہے۔ میثاق مدینہ میں بڑی صراحت سے بیان کیا گیا کہ:

١۔ ہر دو مذہبی فریقین (مسلمان اور یہودی) اپنے اپنے مذہب پر قائم رہیں گے یعنی مسلمانوں کے لیے مسلمانوں کا مذہب اور یہودیوں کے لیے یہودیوں کا مذہب۔

٢۔ یہود اور مسلمان باہم دوستانہ رکھیں گے ٨۔

اس پر ڈاکٹر حمید اللہ کا تبصرہ ملاحظہ ہو۔

''تاریخ کے اوراق کی ورق گردانی کر لیجئے۔ اس سے بڑھ کر مفاہمت بین المذاہب کا وسیع عملی مظاہرہ دیکھنا کہاں نصیب ہوگا'' ٩۔

جبکہ محمد حسین ھیکل میثاق مدینہ کا تجزیہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''یہ وہ تحریری معاہدہ ہے جس کی بدولت حضرت محمد ﷺ نے آج سے چودہ سو سال قبل ایک ایسا ضابطہ انسانی معاشرہ میں قائم کیا جس سے شرکاء معاہدہ میں ہر گروہ اور ہر فرد کو اپنے اپنے عقیدہ و مذہب کی آزادی کا حق حاصل ہوگا۔ انسانی زندگی کی حرمت قائم ہوئی'' ۱۰۔

یوں رواداری کا ثبوت دیتے ہوئے نہ صرف دوسرے مذہب کے پیروکاروں کو ان کے معاملات میں آزادی دی گئی بلکہ ساتھ ہی معاشرتی عدم استحکام کا سبب بننے والے عوامل کی بیخ کنی بھی کی گئی۔ اس ضمن میں غیر مسلم کے ساتھ معاشرتی فاصلے پیدا کرنے کے ایک سبب کے بارے میں کہا گیا:

﴿ ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم......... ﴾ ۱۱۔

ترجمہ:

اور (اہل ایمان) دشنام نہ دو ان معبودوں کو جن کو یہ لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ (کفر و شرک کی) حد سے گزر کر از راہ جہالت اللہ (جل شانہ) کو گالیاں بکنے لگیں۔

سیرت نبوی کے مطالعہ سے مذہبی رواداری کے ضمن میں مسلمان کے لیے ایک قابل تقلید رویہ یہ بھی سامنے آتا ہے کہ دیگر اقوام یا ملل کے لوگ اسلامی ریاست میں رہتے ہوئے اپنے شخصی قانون کی پیروی کرنے میں پوری طرح آزاد ہوں گے۔

نجران سے ایک مسیحی وفد dialogue کے لیے مدینہ منورہ آیا ہے تو آپؐ نے اس وفد کو مسجد میں نہ صرف ٹھہرایا جاتا ہے بلکہ انہیں مسلمانوں کی اس مقدس عبادت گاہ اپنے مذہب کے مطابق عبادت کی اجازت فرمائی۔ ان کے ساتھ ایک معاہدہ طے پایا جو کہ مذہبی رواداری اور سماجی

آزادی کا بیّن ثبوت ہے۔

”ولنجران وحاشيتها جوار الله وذمة محمد النبى رسول الله على انفسهم وملتهم وارضهم واموالهم وعائبهم وشاهدهم وعيرهم وبعثهم. وامثلهم لا يغير ما كانوا عليه ولا يغير حق من حقوقهم وامثلتهم لا يُفتن اسقف من اسقفية ولا راهب من رهبانية ولا واقه من وقاهيته على ما تحت ايديهم من قليل او كثير وليس عليهم رهق ولا دم جاهلية ولا يحشرون ولا يعثرون ولا يطأ ارضهم جيش من سأل منهم حقا فبيتهم النصف غير الظالمين ولا مظلومين بنجران“ ۱۲؎

ترجمہ:

نجران اور اس کے اطراف کے باشندوں کی جانیں، ان کا مذہب، ان کی زمینیں، ان کا مال، ان کا حاضر و غائب قافلے اور ان کے قاصد اللہ اور اس کے رسول کی ضمانت میں ہیں۔ ان کی موجودہ حالت میں تغیر نہیں کیا جائے گا نہ ان کے حقوق میں دست اندازی کی جائے گی۔ نہ کوئی اسقف راہب، نہ کوئی گرجا کا منتظم اپنے عہدے سے ہٹایا جائے گا۔ اور جو بھی کم یا زیادہ ان کے قبضہ میں ہے اسی طرح رہے گا۔ ان کے حقوق کے مطالبہ میں ان سے انصاف کیا جائے گا نہ ان سے فوجی خدمت لی جائے گی نہ ان کو ظلم کرنے دیا جائے گا اور نہ ہی ان پر ظلم کیا جائے گا۔

کسی معاشرے کے استحکام کے اساسی عوامل میں عدل و انصاف بہت نمایاں ہے۔ کیونکہ ظلم و تعدی کسی بھی معاشرتی وحدت کے لیے زہر قاتل سے کم نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ظلم کو اندھیرا قرار دیا ہے ۱۳؎ بلکہ غیر مسلم مظلوم کی طرف سے وکیل بن کر اللہ کے دربار میں اس کا مقدمہ پیش کرنے کا ذمہ لیا ہے۔

”الا من ظلم معاهدا او كلفه فوق طاقته او انتقضه او اخذ منه شيئا

بغیر نفسه فانا حجيجه يوم القيامة [۱۴]۔

ترجمہ:

اگر کوئی شخص اس ذمہ داری اور گارنٹی کو مجروح کرے گا جو ایک غیر مسلم کو (اسلامی ریاست میں رہتے ہوئے) دی گئی ہے یا اس ذمہ داری کے نتیجہ میں مسلمانوں پر جو فرائض عائد ہوتے ہیں ان کو توڑے گا یا ان کی خلاف ورزی کرے گا تو میں کل قیامت کو اس غیر مسلم کی طرف سے وکیل بن کر کھڑا ہوں گا اور اس مسلم سے غیر مسلم کو اس کا حق دلواؤں گا۔

نظریاتی وحدت، سماجی ہم آہنگی، معاشرتی اتحاد و قومی یکجہتی معاشرتی استحکام کے لیے اساسی عناصر ہیں اور بردباری، برداشت، رواداری، تحمل، باہمی محبت وہ رویے ہیں جو اسے مضبوط کر سکتے ہیں۔ جس کے لیے معاشرتی روابط کو فروغ دیا گیا۔

مذہبی وسماجی ہم آہنگی کے لیے معاشرتی روابط کو فروغ دیا گیا۔ مثلاً اکل و شرب کے حوالے سے مسلمان اور اہل کتاب ایک ہی دسترخوان پر اکھٹے ہو سکتے ہیں۔ مسلم افراد کو اہل کتاب سے نکاح کی اجازت دی گئی۔

﴿وطعام الذين اوتوا الكتب حل لكم وطعامكم حل لهم والمحصنت من المؤمنت والمحصنت من الذين اوتوا الكتب من قبلكم اذا اتيتموهن اجورهن ....﴾ [۱۵]

ترجمہ:

اور اہل کتاب کا کھانا تم کو حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کو حلال ہے اور آزاد پاکدامن مسلمان بیویاں اور اہل کتاب کی آزاد پاکدامن عورتیں جب تم ان کا حق مہر ادا کر دو تو (ان سے نکاح کرلو)۔

تاریخ گواہ ہے کہ سیرت نبوی کی ان زریں تعلیمات نے معاشرتی استحکام کی ایک

تابناک روایت ڈالی ہے کیونکہ معاشرتی استحکام اور امن وسکون کی بنیادی افراد کی تعمیر کردہ پرشکوہ عالیشان عمارتوں یا تہہ خاک پوشیدہ خزائن کا مرہون منت نہیں بلکہ تحمل و برداشت رواداری اور سماجی و مذہبی ہم آہنگی جیسی اعلیٰ روایات واقدار ہیں۔

رواداری انسانی تمدن کا جزو اعظم ہے اور اعلیٰ درجہ کی شائستہ ثقافت بھی۔ یہ ایک ایسا شاندار چارٹر ہے جسے انسانیت کے لیے مذہب نے عطا کیا ہے۔ یہاں یہ بات خاص طور پر مدنظر رہے کہ مذہبی رواداری اسی صورت پنپ سکتی ہے جب ہم سمجھ لیں کہ مذہب انسانوں کے درمیان دوری اور تفریق پیدا نہیں کرتا اور یہ تاثر غلط فہمی پر مبنی ہے کہ مذہب انسانوں کو ایک دوسرے سے دور کرتا ہے۔ مذہب کے نام پر مذہب سے روگردانی کی صحیح تصویر کشی انیسویں صدی کے روسی ناول نگار دستوفسکی کے ناول ''The possessed'' میں کی گئی ہے۔ جس میں دکھلایا گیا ہے کہ کلیسا کے نام پر محکمہ احتساب والے پکڑ دھکڑ اور محاسبہ کر رہے ہیں اور بے دینوں (غیر مسیحیوں/کلیسا کے وضع کردہ مذہبی نظام سے روگردانی کرنے والے) کو دہکتی ہوئی آگ کے شعلوں میں پھینکا جا رہا ہے۔ حضرت عیسیٰ زمین پر تشریف لاتے ہیں اور ان طریقوں کی کھلی مذمت کرتے ہیں:۔ تو ان میں دین سے انحراف کا الزام لگا کر محتسب اعلیٰ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اپنے دفاع میں دلائل پیش کریں۔ حضرت عیسیٰ کہتے ہیں کہ تم نہیں جانتے میں ہی مسیحی مذہب کا بانی ہوں۔ محتسب اعلیٰ اس پر مناسب تعظیم بجالاتا ہے اور ان کا شکریہ ادا کرتا ہے لیکن ساتھ ہی وہ انہیں متنبہ کرتا ہے کہ اب مسیحیت کے معنی وہ ہیں جسے مسیحی کلیسا درست سمجھتا ہو ۱۶۔

یہ ہے مذہب کا غلط استعمال جو ایک ہی عقیدہ کو ماننے والوں کے ہاں پایا جاتا ہے۔ جب کہ مذہب رواداری، معاشرتی استحکام اور بھائی چارے کی تعلیم دیتا ہے۔ جس کا اعلیٰ نمونہ سیرت النبی ﷺ کی تعلیمات میں چھلکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے غیر مذہب کے پیروکاروں کو ''ولقد کرمنا بنی آدم'' کے تحت بھائی چارے اور رواداری کی عمدہ مثال قائم کی آپ جب غیر مسلم بادشاہوں کو خط لکھتے تو ''بسم اللہ الرّحمن الرّحیم'' سے شروع کرتے اور ساتھ ''السلام علی من اتبع الھدی'' لکھتے ۱۷۔

اسی طرح ایک یہودی کا جنازہ آیا۔ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے اور صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ تو یہودی کا جنازہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ہے تو انسان ۱۸۔

مذہب کو ''فی سبیل اللہ فساد'' بنا کر معاشرتی عدم استحکام کا ذریعہ بنانے کی بجائے اس سے مشترکہ مذہبی اقدار وروایات کو اتحاد واتفاق کا پلیٹ فارم بھی بنایا جا سکتا ہے۔

﴿قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمة سواء بیننا وبینکم...﴾ ۱۹۔

عصر حاضر میں مسائل کے حل میں ''تنازع یا مذاکرات'' میں سے مذاکرات کا پہلو زیادہ ثمر بار خیال کیا جاتا ہے۔ اس میں ہمیں اسلامی رویہ کا ایک بنیادی اصول ملتا ہے کہ جو مشترک ہے اس پر اتفاق کر لیں یہ جبھی ہوگا جب ہم رواداری کا اظہار کرتے ہوئے ''غیر مذہب'' کے لوگوں کے ساتھ مذاکرات پر راضی ہوں گے۔

رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کا خلاصہ ایڈورڈ گبن ان الفاظ میں بیان کرتا ہے:

''اسلام نے کسی مذہب میں دست اندازی نہیں کی۔ کسی کو ایذا نہیں دی کوئی مذہبی عدالت غیر مذاہب مخالفین کی سزا کے لیے قائم نہیں کی اور اسلام نے لوگوں کو مذہب بہ جبر تبدیل کرنے کا بھی قصد نہیں کیا۔ اسلام قبول کرنے سے لوگوں کو فاتحین کے مساوی حقوق حاصل ہو جاتے تھے۔ اسلامی تاریخ کے اوراق میں اور ہر ملک میں جہاں اسے وسعت حاصل ہوتی وہاں دوسرے مذاہب سے عدم مزاحمت پائی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ فلسطین میں ایک عیسائی شاعر نے ان واقعات کو دیکھ کر جن کا ذکر ہم کر رہے ہیں بارہ سو سال بعد اعلانیہ کہا تھا کہ صرف مسلمان ہی روئے زمین پر ایک ایسی قوم ہیں جو دوسرے مذاہب والوں کو ہر قسم کی آزادی فراہم کرتے ہیں ۲۰۔

مذہبی رواداری اور ہم آہنگی کے لیے درج ذیل امور کی پاسداری معاشرتی استحکام میں

ممد و معاون ثابت ہو سکتی ہے۔

- دیگر مذاہب کو خود ساختہ یا غلط تعبیر misinterpartion کے ذریعے غلط رنگ میں نہ پیش کیا جائے (جیسا کہ مغرب میں اسلام کی تصویر کشی کی جاتی ہے)۔
- افراد، گروہ اور حکومتی سطح پر ایک دوسرے کو برداشت کرنے کا مظاہرہ کیا جائے۔
- مشترک تعلیمات اور روایات پر متفق ہو کر معاشرے میں ان کی تشہیر کی جائے۔

مذہبی اور سماجی مسائل کو آداب و حدود کے اندر رہتے ہوئے علمی سطح پر زیر بحث لایا جائے اور غیر علمی امور اور تعصّبانہ روش کو ختم کیا جائے۔ ان امور کے حصول کے لیے آنحضرت ﷺ کی سیرت کا مطالعہ اور اس پر عمل کرنا بہت ضروری ہے۔

اس تمام گفتگو کے بعد ہم اس نتیجہ تک پہنچے ہیں کہ دورِ حاضر میں معاشرتی استحکام اور مذہبی رواداری کا حصول سیرۃ النبی پر عمل کے بعد ممکن نہیں۔

حوالہ جات

۱۔ Marian Makins an others, Collins English Dictionary, 1620, Bernard S., Cayne The New Lexicon Webster's Dictionary of the English Language, 1038.

۲۔ مہذب اللغات، ۱۰۱/٦۔

۳۔ ظفر، عبدالروَف، ڈاکٹر، رواداری سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں، مجلّہ معارف اسلامیہ، جامعہ کراچی 2005ء، ص ۱۰-۳۴۔

۴۔ 9/11 کے واقعہ میں والڈ ٹریڈ سنٹر کی تباہی کے واقعات کے ردعمل میں جدید دنیا کے سب سے مہذب ہونے کے دعویدار کی طرف سے صلیبی جنگیں اور پتھر کے دور میں پہنچانے کی بازگشت سنائی دی تھی۔

۵۔ وحیدالدین خاں، کتاب زندگی، دارالتذکیر، لاہور۔

٦۔ سورہ البقرۃ آیت ٦٢۔

۷۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ، رسول اللہ کی سیاسی زندگی، دارالاشاعت کراچی، ایڈیشن ششم، ص ۹۴۔

۸۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ، الوثائق السیاسیۃ للعھد النبوی والخلافۃ الراشدہ، دارالارشاد، بیروت ۱۹٦۹ء، ص ۴۴۔

۹۔ ڈاکٹر حمید اللہ، عہد نبوی میں نظام حکمرانی، اردو اکیڈمی کراچی ۱۹۸۱ء، ص ۲۵۱-۲۵۷۔

۱۰۔ ہیکل، محمد حسین، حیاۃ محمد، خطبعة النهضة العصرية، القاہرہ ۱۹۴۷ء، ص ۲۲۷۔

۱۱۔ سورہ الانعام: ۱۰۸۔

۱۲۔ البلاذری، احمد بن یحیٰی بن جابر، فتوح البلدان، مؤسسۃ المعارف، بیروت ۱۹۸۷ء، ص ۸۷-۸۸۔

۱۳۔ أتقوا الظلم، ان الظلم ظلمات یوم القیامۃ عن جابر، جامع الصحیح مسلم بن حجاج، باب تحریک الظلم، حدیث نمبر ۶۵۷۶۔

۱۴۔ ابو یوسف، یعقوب بن ابراھیم، قاضی، کتاب الخراج، المطبعۃ السلفیۃ، القاھرۃ ۱۳۹۷ھ، ص ۱۳۵-۱۳۶۔

۱۵۔ سورہ المائدہ: ۵۔

۱۶۔ ملاحظہ ہو Foyodor Dostoevsky, The possessed, kinlage classices USA,1995

۱۷۔ محمد خضری بک، نور الیقین فی سیرۃ سید المرسلین، دار احیاء التراث، لبنان، ص ۔۱۸۲، ۱۸۵۔۱۹۰،

۱۸۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، باب من قام لجنازۃ یھودی، حدیث نمبر ۱۳۱۲۔

۱۹۔ سورہ آل عمران: ۶۴۔

۲۰۔ تجلیات سیرت از حافظ محمد ثانی، فضلی سنز، کراچی ۱۹۹۶ء، ص ۱۱۰-۱۱۱ بحوالہ زوال رومۃ الکبریٰ۔